آثار و تبرکات کی
شرعی حیثیت
خطاب
ضیاء المصطفیٰ امجدی قادری
مرتب
مولانا شمشاد احمد مصباحی
ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

آثار و تبرکات کی شرعی حیثیت

خطاب

محدث کبیر جانشین صدر الشریعہ حضرت علامہ ضیاء المصطفٰی امجدی قادری دامت برکاتہم العالیہ

مرتّب

مولانا شمشاد احمد مصباحی

ادارہ معارفِ نعمانیہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ اشاعت نمبر 129

نام کتاب	آثار وتبرکات کی شرعی حیثیت
خطاب	محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ قادری دامت برکاتہم العالیہ
مرتب	مولانا شمشاد احمد مصباحی
سرورق	فیضی گرافکس دربار مارکیٹ لاہور
صفحات	36
تعداد	1100
باراول	دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی یوپی انڈیا
باردوم	۱۴۲۵ھ اکتوبر 2004ء لاہور
ہدیہ	دعائے خیر بحق معاونین ادارہ
شرف اشاعت	ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

نوٹ

بیرون جات کے شائقین مطالعہ 10 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ معارف نعمانیہ

323 شادباغ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَرَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ قَامُوْا بِالصِّدْقِ وَالصَّفٰی۔

"مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ" (۱)

جس نے اللہ کے شعائر کی تعظیم کی بے شک اس کا تعظیم کرنا دل کا تقویٰ اور دل کا ایمان ہے یہ بات تو ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ اللہ کی تعظیم یقیناً ایمان کی روح ہے۔ مگر کیا اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم بھی دل کا ایمان اور دل کا تقویٰ ہے؟ اسے طے کرنے سے پہلے یہ سمجھنا ہوگا کہ شعائر ہیں کیا؟ وہ بھی اللہ ہی ہیں یا اللہ کے سوا کچھ اور۔ جو ہر طرح سے اللہ سے غیریت رکھتے ہیں یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ وہ اللہ کا غیر ہیں۔ مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہرگز وہ ایسے غیر اللہ نہیں جیسا تم سمجھ رہے ہو اگر ایسے غیر اللہ ہوتے تو اللہ کی بارگاہ میں ایسے غیروں کی گزر ہی کہاں، یوں تو سب کے سب جنہیں آپ غیر سمجھتے ہیں وہ غیر نہیں بلکہ ان میں کتنے اہل اللہ ہیں۔ تو اب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کو اور آپ کو غور کرنا ہے کہ جن شعائر کی تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا وہ شعائر ہیں کیا چیز۔ اور دوسرے یہ کہ اس کی تعظیم کس کس طریقے سے کی جاتی ہے اور کیوں کی جاتی ہے؟۔

اس لئے میں آج تھوڑی دیر تک اس سلسلے میں آپ کا وقت لینا چاہتا ہوں اور یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے جس چیز کو ایک خاص نسبت حاصل ہو جاتی ہے وہ اللہ کا شعائر کہلاتی ہے اللہ سے جتنا گہرا تعلق ہوگا اس کے شعائر ہونے کی قوت اسی قدر بڑھے گی اور جتنا کمزور تعلق ہوگا اسی قدر اس کے شعائر ہونے میں کمزوری واقع ہوگی .... اب آیئے میں

(۱) پ ۱۷ رکوع ۱۰ سورہ حج

اس سلسلے میں آپ کو یہ بتادوں کہ اللہ تعالی نے اپنے محبوبوں کے معاملے کو ہی
تعظیم شعائر سے تعبیر کیا ہے اگر یہ بات سمجھ میں نہ آئی ہو تو کچھ دیر آپ میری
گفتگو سنیں! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ کے محبوبوں سے تعلق رکھنے
والی چیزوں سے برکتوں کا اٹھانا اور ان سے فیض حاصل کرنا اپنی ضرورتوں میں
ان سے مدد مانگنا، یا ان کو وسیلہ بنانا ہی ان کی تعظیم ہے یہ سب میرے
دعوے ہیں جو بظاہر آپ کو بڑے عجیب معلوم ہوتے ہونگے اس لئے میں
اپنے دعوے کے ساتھ دلیلوں کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں

........بغور سماعت کریں کہ اگر اللہ تبارک وتعالی کو اپنے علاوہ کسی کی
تعظیم پسند نہ ہوتی تو دنیا سے ہر ایک کی تعظیم کو ختم کردیتا۔ سوچئے کہ ایک
مسلمان جس نے زندگی میں نہ معلوم کتنے گناہ کیے پھر بھی اس کے پاس
محبوبیت کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ہے جو گنہگار مسلمان اپنے ایمان کے رشتے کی
بنیاد پر اللہ تعالی کا بہت بڑا محبوب نہ سہی مگر وہ محبوب تو ہے۔ اس کے پاس
دولت ایمان تو ہے اس لئے رب قدیر نے فرمایا "لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ
وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ" (۱) کہ عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسولوں کے لئے ہے
اور اس کی عطا سے مسلمانوں کے لئے ہے۔ یہ عزت مسلمانوں کو کیوں ملی؟
اور یہ تعظیم کا راستہ ان کے لئے کیوں مہیا کیا گیا؟ صرف اس لئے کہ ان کے
پاس دولت ایمان ہے جس کا فائدہ یہ ملا کہ اللہ نے فرمایا "لِلّٰهِ الْعِزَّةُ
وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ" (۲) ....اور پھر جب یہی مسلمان اس دنیا سے کوچ
کر جاتا ہے اس کے اوپر موت طاری ہو جاتی ہے تو آپ کتنی عزت کے ساتھ
اس کو کاندھا دیتے ہیں اور اس کا جنازہ اپنے سر کے قریب اٹھا کر چلتے ہیں اور

(۱) پارہ ۲۸ رکوع ۱۳ (۲) ایضاً

پھر کتنی عزت واحترام کے ساتھ اس کو سپرد خاک کرتے ہیں اور جس جگہ اس
بندے کو آپ نے سپرد خاک کیا ہے اب وہ جگہ کیسی ہے؟ مجھے بتاؤ کہ اس
مسلمان کی قبر نئی ہو کہ پرانی اس پر چلنا جائز ہے؟ اس پر بیٹھنا جائز ہے؟ اس پر
لیٹنا جائز ہے؟ اس پر دکان بنانا جائز ہے؟ اس پر مکان بنانا جائز ہے؟ ہرگز نہیں
یہ سب جائز کیا ہونگے اس پر مدرسہ بنانا بھی جائز نہیں مسجد بنانا بھی جائز
نہیں؟ تو سوچو کہ اسے اگرچہ محبوبیت کا اونچا مقام نہیں ملا۔ ایک گنہگار محبوب
ہے بہت حقیر سا محبوب ہے مگر اللہ نے ایسی عزت دلائی کہ ہر مسلمان کے
لئے ناجائز کر دیا کہ اب اس کو قدم سے روندے اور کوئی ایسا کام کرے جو اس
کی تعظیم کے اوپر اثر انداز ہو، کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ وہ غوث وقت تھا یا کوئی
قطب عالم تھا؟ یا بادشاہ زمانہ تھا؟ نہیں! بلکہ صرف اور صرف اس کے پاس
ایک معمولی محبوبیت کی خوبی تھی جس کی وجہ سے اس کی شان یہ ہوگئی ہے۔

اگر اللہ تعالی کو اپنے محبوبوں کی یادگاریں قائم رکھنا مقصود نہ ہوتا تو
اس مسلمان کی قبر نہ بنائی جاتی مسلمانوں کو درختوں پر لٹکا دیا جاتا اور چڑیاں
کھا کھا کر اسے ختم کر دیتیں، یا دریا میں بہا دیا جاتا، یا آگ کی نذر کر کے اس
کی راکھ اڑادی جاتی کہ کوئی یادگار قائم نہ رہے .... مگر اللہ نے
یادگار قائم رکھنے کے لئے اور عزت کا سامان فراہم کرنے کے لئے قبر میں
دفن کرایا اس کے بعد وہ لاشہ نہ معلوم کس حالت میں ہے مگر جنازہ جس
زمین میں دفن کیا گیا ہے اس زمین کی بھی عزت بڑھ گئی، اب اس زمین کے
ساتھ آدمی بڑے ہی عزت واحترام کے ساتھ پیش آتا ہے اس لئے میرے
آقا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ
عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ أَلَا فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا

تُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ" (۱) پہلے میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ قبروں کی زیارت
مت کرو مگر اب زیارت کرو، ارے! پہلے قبروں کی زیارت کرتے ہی کیوں؟
ان میں زیادہ تر کافرو مشرک تھے ان کی قبروں کی زیارت کرتے اس لئے میں
نے منع کیا تھا مگر اب مسلمانوں کی قبریں قطار در قطار ہونے لگیں ہیں اب تم
ان کی زیارت کرو اور اپنی آخرت کو یاد کرو اس لئے کہ میرے آقا نے اب
قبروں کی زیارت کی اجازت دے دی ہے اب وہ لوگ جنہیں نہ حدیث سمجھنے
کا شعور اور نہ ہی انہیں حدیث میں ناسخ و منسوخ کا علم، انہوں نے کہدیا کہ
حضور نے فرمایا" لَعَنَ اللّٰہُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ" (۲) کہ قبروں کی زیارت کرنے
والیوں پر اللہ کی لعنت ہے ان لوگوں نے یہ حدیث تو سنادی اور وہ حدیث یاد نہ
رہی کہ میرے آقا نے فرمایا کہ میں نے منع کیا تھا مگر اب زیارت کرو۔ منع
کیوں کیا تھا؟ لعنت کیوں بھیجی گئی تھی؟ اس لئے کہ ان میں کافروں کی قبریں
زیادہ تھیں اور کافروں کی قبروں کی زیارت کافر کرے گا مومن نہیں کرے گا
اس لئے میں نے منع کیا تھا۔ اب جب کہ ایمان والوں کی شہدا کی، محبوبوں کی،
صحابہ کی، صحابیات کی قبریں تیار ہو گئی ہیں تو اب اس کے بعد ان اہل اسلام کی
زیارت کا اذن عام ہے بہر حال میں ایک بات آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر
آپ چاہتے ہیں کہ یادگاریں قائم کرنے اور بزرگوں سے نسبت رکھنے والی
چیزوں کو شعائر بتانے کے سلسلے میں کچھ شواہد اور مضبوط دلیلیں پیش کردوں
تو آپ اٹھایئے بخاری شریف کتاب الانبیاء میں حضرت عبد اللہ ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ روایت موجود ہے کہ سردار انبیاء سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے گھر حضرت ہاجرہ کے بطن

(۱) مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور ص ۱۵۴، مسلم جلد اول "فصل فی الذہاب الی زیارۃ القبور" ص ۳۱۴
(۲) مشکوٰۃ ص ۱۵۴، ترمذی جلد اول ص ۲۰۳

سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زوجہ
مکرمہ حضرت ہاجرہ اور فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام جو ابھی چند
ہی ایام کے تھے دونوں کو ساتھ لیا اور ملک شام سے نکل پڑے چلتے رہے،
چلتے رہے جنگلات طے کیے، پہاڑیاں طے کیں، دریاؤں کو عبور کیا سنگلاخ
وادی سے آگے بڑھتے رہے ریگستانوں کو عبور کرتے رہے یہانتک کہ وہاں
پہونچ گئے، جہاں آج مکہ آباد ہے اور جس جگہ خانۂ کعبہ ہے اسی کے سامنے
ایک ببول کا درخت تھا وہاں تشریف لائے حضرت ہاجرہ اور اسماعیل دونوں کو
وہاں رکھا ایک پوٹلی کھجور اور ایک مشک پانی رکھی دور دور تک وہاں نہ درختوں
کا پتہ تھا اور نہ گھاس کا نشان نہ پانی کا پتہ نہ کنوئیں کا پتہ نہ آدمی کا پتہ نہ کسی آدم
زاد کا پتہ نہ کسی کیڑے مکوڑے کا پتہ صرف اور صرف تین افراد ایک حضرت
ابراہیم دوسرے حضرت ہاجرہ اور تیسرے ایک ننھے منے بچے حضرت
اسماعیل علیہم السلام تھے دونوں کو وہاں رکھا اور ایک منٹ کے لئے بھی
حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں رکے نہیں فوراً الٹے قدم واپس آنے لگے
حضرت ہاجرہ ان کے پیچھے ہو گئیں کہتی ہیں "یَا اِبْرَاہِیْمُ اَیْنَ تَذْھَبُ وَتَتْرُکُنَا فِیْ
ھٰذَا الْوَادِیْ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ اَنِیْسٌ وَّلَا شَیْءٌ" (۱) اے ابراہیم ہم کو چھوڑ کر کہاں جا
رہے ہیں نہ یہاں کوئی مونس و غمخوار ہے نہ کہیں دور دور تک پانی کا نام و نشان
ہے ہم لوگ یہاں کیا کریں گے؟ کیسے رہیں گے؟ حضرت ابراہیم علیہ
السلام نے کوئی جواب نہیں دیا جواب کیا دیتے مڑ کر انہوں نے دیکھا تک
نہیں، حضرت ہاجرہ نے پھر کہا اے ابراہیم کس کے بل بوتے پر چھوڑ کر
جا رہے ہو؟! انہوں نے پھر کوئی جواب نہ دیا پھر حضرت ہاجرہ نے کہا اے
ابراہیم! یہاں نہ سایہ ہے نہ سائبان نہ یہاں کوئی مونس ہے نہ کوئی غمخوار یہ

(۱) بخاری جلد اول ص ۴۷۴

گرم گرم ہوا کے جھونکے آرہے ہیں ہر طرف اونچی اونچی پہاڑیاں ہیں اب
ایسے عالم میں کس کے بل بوتے پر چھوڑ کر جارہے ہیں؟ پھر حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے کوئی جواب نہیں دیا۔دنیا کی کوئی دوسری عورت ہوتی
توگریبان پکڑ کہ لٹک جاتی دامن کھینچ لیتی اور بولتی کہاں جاتے ہو؟ جاتا
ہے تو ساتھ لے کر چلو ورنہ یہیں ہمارے ساتھ رہو۔تم کو رہنا پڑے گا،مگر
وہ اللہ کی نیک بندی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ مکرمہ تھیں ان کی شان
ہی الگ ہے جب دیکھا کہ کئی مرتبہ سوال کیا اور اس کا کوئی جواب نہ ملا تو سمجھ
لیا کہ یقیناً اس کے اندر کوئی نکتہ اور راز ہے اس لئے اب انہوں نے اپنا سوال
بدل دیا اور عرض کیا "آللّٰہُ اَمَرَکَ بِھٰذَا"(۱) کہ اے ابراہیم! کیا اللہ نے یہ حکم دیا
ہے کہ ہم دونوں کو یہاں چھوڑ آؤ۔اب حضرت ابراہیم کے قدم رک گئے مڑ
کر فرماتے ہیں "نَعَمْ" ایک لفظ میں جواب دیدیا "ہاں" اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

دنیا کی کوئی اور عورت ہوتی تو اس وقت آپے سے باہر ہو جاتی کہ غلط
کہتے ہو، اللہ کوئی ظالم و جلاد نہیں ہے کہ ایسا حکم دے گا مگر اللہ کی صاحب
توکل بندی کی شان دیکھو جیسے ہی حضرت ابراہیم کا یہ جملہ سنا کہ "ہاں" یہ اللہ
کا حکم ہے تو جو قدم آگے بڑھے تھے جم گئے صبر و توکل سے لبریز ہو کر کہتی ہیں
"اِذَنْ لَا یُضَیِّعُنَا" جب اللہ ہی کا حکم ہے تو اے ابراہیم کوئی پرواہ نہیں ہے ہمارا
پروردگار ہمیں برباد نہیں ہونے دیگا ابراہیم علیہ السلام چلے جارہے ہیں اور مڑ
کر بھی نہیں دیکھ رہے ہیں اور حضرت ہاجرہ اسی ببول کے درخت کے نیچے جو
کعبہ کی ٹوٹی پھوٹی دیوار کے آگے تھا الٹے قدم واپس آکر بیٹھ گئیں۔ابراہیم علیہ
السلام جب بہت دور پہونچ گئے جہاں سے ان کے بیوی بچے نظر نہ آتے تھے
توپہاڑ کی اوٹ میں پہونچ گئے اور کعبے کی سمت رخ کر کے کھڑے ہوگئے

(۱) بخاری جلد اول ص ۴۷۴

عرض کرنے لگے "رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ
بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ
وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ"(۱) اے میرے رب! میں نے اپنی کچھ
اولاد نالے میں بسائی، جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے
پاس! اے میرے رب! اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو لوگوں کے کچھ دل
ان کی طرف مائل کردے۔ اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان
مانیں یہ دعا کی اور ملک شام کو چلے آئے۔اب میرے آقا ارشاد فرماتے ہیں کہ
حضرت ہاجرہ اسی کھجور کی پوٹلی سے اپنی غذا فراہم کرتی رہیں اور تھوڑا تھوڑا
پانی پی پی کر زندگی گذارتی رہیں زہریلی ہوا اٹھ رہی تھی وہ پانی کتنا کام دیتا بہت
جلد ختم ہو گیا حضرت ہاجرہ کے سینے میں جو دودھ تھا وہ بھی خشک ہو گیا، یہاں
تک کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پینے کے لئے دودھ کا ایک قطرہ بھی
نہ رہا............ میرے آقا فرماتے ہیں کہ شدت پیاس سے اسماعیل اس طرح
بے چین ہو کر اپنے ہاتھ پاؤں زمین پر پٹکنے لگے کہ ہاجرہ اس کی تاب نہ
لاسکیں اور ان کے لئے وہ منظر بڑا ہی سوہان روح ہوا انہیں سمجھ میں نہیں
آرہا تھا کہ اب کیا کیا جائے پانی کہاں سے لائیں اور پانی کی تلاش میں بے چین و
بیقرار ہو گئیں۔ان کے قریب جو پہاڑی تھی اس کا نام "صفا" ہے میرے آقا
فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر چڑھ گئیں اور درخت کے نیچے اپنے بیٹے کو بھی
دیکھ رہی ہیں اور پنجے کے بل اچک اچک کر دور دور تک پانی تلاش کر رہی ہیں
کہ کہیں پانی نظر آجائے یا پانی بتانے والا کوئی آدمی نظر آجائے مگر کسی کا اتا پتا نہ
ملا وہ مایوس ہو کر وہاں سے واپس لوٹ آئیں پھر خیال آیا کہ سامنے وہ مروہ کی
پہاڑی ہے اس پر چلا جائے مگر جب نشیب میں گئیں تو حضرت اسماعیل علیہ
السلام جو درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے نظر سے اوجھل ہو گئے حضرت

(۱) پارہ ۱۳ ا رکوع ۱۸ ا سورہ ابراہیم

ہاجرہ نے مروہ کی طرف دوڑ لگائی تاکہ جلدی سے پہاڑ کی طرف پہونچ جائیں اور وہاں سے بیٹا بھی نظر آئے اور پانی کی تلاش بھی جاری رہے اس لئے دوڑ کر وہاں پہونچ گئیں مگر وہاں بھی مایوسی ہوئی اچک اچک کر دیکھا نہ کہیں پانی نظر آیا نہ کوئی پانی بتانے والا آدمی آخر نا امید ہو کر الٹے قدم واپس لوٹ آئیں درخت کے نیچے دیکھا تو اسمٰعیل پیاس سے تڑپ رہے ہیں اور ان کی ہچکی اس طرح سے بندھ گئی کہ جیسے اب روح نکلنے والی ہے حضرت ہاجرہ بالکل بے چین اور پریشان ہو گئیں پھر صفا پر لوٹ کر گئیں اور صفا سے مروہ پر اور مروہ سے صفا پر .... یہاں سے وہاں بے چینی میں چکر لگا رہی ہیں دوڑ لگائے جا رہی ہیں کہ اتنے میں انہیں کچھ سرسراہٹ محسوس ہوئی کہ ایک فرشتہ آیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنا پاؤں زمین پر مار رہے ہیں تو اب انہیں مروہ سے چمک نظر آئی دوڑی ہوئی وہاں سے آئیں کیا دیکھتی ہیں کہ پاؤں کے نیچے سے چشمہ ابل رہا ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوگو! حج کرنے والا عمرہ کرنے والا صفا اور مروہ کی دوڑ کیوں لگاتا ہے ہم بتائیں تم کو؟ فرماتے ہیں اس لئے کہ ہاجرہ نے وہاں تلاش آب میں دوڑ لگائی تھی اب تم لوگ مجھے بتاؤ کہ ہاجرہ نے صفا اور مروہ جو دوڑ لگائی تھیں کیا حج کی نیت سے لگائی تھیں؟ احرام باندھ کر لگائی تھیں؟ عمرہ کے لئے لگائی تھیں؟ عبادت کے طور پر لگائی تھیں؟ نہیں بلکہ وہ پانی کی تلاش میں دوڑ لگائی تھیں اب اس دوڑ لگانے کو اللہ تعالی نے اس طرح پسند کیا کہ اس کو اپنی عبادت کا ایک جزو اہم بنا دیا اب کوئی حج کرنے والا حج کرے، عمرہ کرنے والا عمرہ کرے تو اس کا حج و عمرہ اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوگا جب تک کہ حضرت ہاجرہ کی یہ ادا نہ پوری کرے۔ قرآن فرماتا ہے۔ "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِاعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا" (1) صفا اور مروہ شعائر

(1) پارہ ۲ رکوع ۳ سورہ بقرہ

اللہ میں سے ہیں تو جو شخص بیت اللہ شریف کا حج کرے یا عمرہ کرے تو صفا اور مروہ کا طواف کرے۔

مجھے بتائیے! کہ صفا اور مروہ شعائر اللہ میں سے کیسے ہو گئے؟ کب اللہ تعالی نے اس پر اپنی کوئی وحی، کوئی کتاب اتاری تھی؟ اللہ تعالی نے ان کو کیا عطا کیا تھا بس یہی نہ کہ اپنی ایک محبوب بندی کے قدم سے ان کو پامال کرا دیا اور ان کے قدموں سے انہیں نسبت ہو گئی تو اب وہی صفا اور مروہ اللہ کے شعائر ہیں اور وہ شعائر ہیں کہ اللہ نے ہاجرہ کی یادگار اور ان کی اس نسبت کا تعلق ایسا مضبوط و مستحکم کر دیا ہے کہ ہاجرہ نے خواہ کسی کام کے لئے دوڑ لگائی ہو مگر اب وہ پہاڑی عبادت کا جز ہے، مجھے بتاؤ کہ محبوبوں سے نسبت رکھنے والی چیزیں خدا کی عبادت کا جز بن جائیں اور شعائر اللہ کہلائیں بات بس اتنی سی ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ محبوبوں کی یادگاریں قائم رہیں اور لوگ انہیں تعظیم کے ساتھ قائم رکھیں۔

زمین سے ابلتے ہوئے پانی کی طرف جب حضرت ہاجرہ دوڑتی ہوئی آئیں تو انہوں نے ادھر ادھر سے ریت کھینچ کر چشمہ کے گرد باندھ بنا دیا۔ میرے آقا فرماتے ہیں "لَوْ تَرَكَتْهُ لَكَانَ خَيْرًا الْبَعِيْدِ" اللہ کی رحمت ہاجرہ پر ہو کہ چھوڑ دیتیں تو زمزم کا پانی ابل ابل کر اتنا پھیل جاتا کہ دور دور تک پھیل جاتا، حضرت ہاجرہ نے جب روک دیا تو اب پابند ہو گیا ہے .... پانی بھی نکلا تو دیکھو قدم اسماعیل سے نسبت ہو گئی لہذا آب زمزم قدم اسماعیل کی یادگار ہے تو اب اس یادگار کی عظمت دیکھو کہ دنیا کا ہر پانی پیو تو بیٹھ کر پیو مگر جب زمزم شریف پیو تو کھڑے ہو کر پیو! .... آپ

کہیں گے جناب وضو کا پانی بھی تو کھڑے ہو کر پیتے ہیں مگر پوچھ لیجئے مفتیوں سے تلاش کر لیجئے فقہ کی کتابوں میں وضو کا بچا ہوا پانی اگر تبرکا ایک دو گھونٹ پینا ہے تو کھڑے ہو کر پئے اور پیاس بجھانے کے لئے پینا ہے تو بیٹھ کر پئے .... مگر وہ زمزم ہے کہ اگر آدمی پیٹ بھرنے کے لئے پئے تو کھڑے ہو کر پئے تبرکاً پئے تو کھڑے ہو کر .... اور یہ یادگار ہزاروں سال سے چلی آرہی ہے ذرا اس قدم کی یادگار اور اس کی برکت تو دیکھئے کہ جس زمین پر دور دور تک پانی کا نام و نشان تک نہیں پتھریلی زمین کہ جس پر پھاوڑا لے کر بورنگ کے تمام اسلحے پرزے فٹ نہ کر سکے .... ایک ننھے سے بچے نبی ابن نبی رسول ابن رسول کی شان یہ ہے کہ قدم لگ گیا تو پانی ابل رہا ہے اور دنیا کا ہر پانی ابلتا ہے تو اپنے خزانے کے اعتبار سے اور یہ پانی ایسا ہے کہ ہر وقت موٹے موٹے پائپ کے ساتھ ۲۴ر گھنٹے چلتا رہتا ہے مگر یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ اس میں خشکی آئی ہے۔ کبھی وہ پانی کم ہوا کیوں؟ سنئے مجھے ایک حدیث یاد آگئی میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمزم کا پانی جنت سے حجر اسود تک آتا ہے اور حجر اسود سے چاہ زمزم میں، جب وہ جنت کا پانی ہے تو پھر مجھے بتاؤ کہ وہ پانی ختم کیسے ہو؟ اور جنت کا پانی دنیا میں تلاش کرتے رہو کہیں نہ ملے گا مگر نبی کا قدم جہاں لگ جائے تو وہاں جنت کا پانی ابل پڑے اللہ کے نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مبارک قدم سر زمین مکہ میں خانہ کعبہ کے قریب زمین سے مس ہوا جنتی پانی نکل پڑا آج تک زمزم کے نام سے موسوم ہے اور پوری دنیا کو شاد کام کر رہا ہے یہاں یہ پتہ چلا کہ جنت نبیوں کے قدموں سے وابستہ ہے (صلوات اللہ علیہم اجمعین) پھر یہ نکتہ بھی ملاحظہ کرتے چلیں کہ دنیا کا ہر پانی کچھ دنوں میں سڑ جاتا ہے اس

میں بہت سے متحرک بالارادہ قسم کے مسافر تیرتے نظر آتے ہیں اوپر نیچے دائیں بائیں جالا پڑ جاتا ہے عجیب بدبو پیدا ہو جاتی ہے مگر زمزم وہ پانی ہے کہ اسے خواہ کسی بوتل یا کسی چیز میں رکھو کسی بھی طرح پیک کر کے رکھو نہ کبھی کیڑا پڑے نہ بدبو آئے نہ زہر پیدا ہو؟ کیوں؟ اس لئے کہ وہ دنیاوی پانی نہیں جنتی پانی ہے یہی وجہ ہے کہ صرف پیاس بجھانے کا سامان نہیں بلکہ بھوک ختم کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں الہ آباد کے عظیم الشان عاشق رسول حضرت مہاجر مکی علیہ الرحمہ شیخ الدلائل، جن کی کتاب الاکلیل علی حاشیۃ مدارک التنزیل ہے وہ یہاں سے ہجرت کر گئے دس سال مکہ معظمہ میں رہے ان دس سالوں میں سات سال اس طرح گذرا کہ انہوں نے نہ دودھ پیا، نہ کھجور کھائی، نہ روٹی کھائی نہ کوئی دانہ و غلہ صرف آب زمزم پیتے رہے، سات سالوں تک سوائے آب زمزم کے کوئی غذا نہیں استعمال کی .... اب ہمیں بتایئے کہ کیا اس سے پتہ نہیں چلا کہ زمزم پانی بھی ہے اور کھانا بھی، اور کیوں نہ ایسا پانی نکلے کہ اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کو صرف پانی کی ضرورت نہیں تھی بلکہ غذا کی بھی ضرورت تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہ پانی نکالا جس میں دودھ کی غذائیت بھی ہے اور پانی کی مائیت بھی تو اب نبی کے قدم کی برکت دیکھو کہ آدمی اگر بھوکا ہے تو زمزم پی لے، پیاسا ہے تو زمزم پی لے، بیمار ہے تو زمزم پی لے، کم علم ہے تو زمزم پی لے، کم عقل ہے تو زمزم پی لے، دشمنوں سے مغلوب ہو تو زمزم پی لے، بولو! دنیا کے کسی پانی کے اندر اتنی صلاحیت ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے پانی کو کیوں باقی رکھا اس لئے کہ یہ ایک نبی کے قدم کا تبرک ہے اسے باقی رکھنا ہے اس کا فیض عام کرنا ہے اس کی تعظیم کرانی ہے۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اب کچھ دنوں تک حضرت ہاجرہ اپنے بیٹے اسمٰعیل کو لے کر وہاں تھیں کہ اتنے میں قبیلہ بنی جرہم کا وہاں سے گذر ہوا اسے فضا میں ایک اڑتی ہوئی چڑیا نظر آئی قبیلہ کے سردار نے کہا جاؤ۔ ادھر فضا میں چڑیا کیوں اڑ رہی ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ قریب میں کہیں پانی ہے وہ آئے اور دیکھا کہ ایک عورت اپنے ننھے بچے کے ساتھ ایک کنوئیں کے پاس سکونت پذیر ہے وہ سردار آئے اور عرض کیا کہ اے ہاجرہ تمہارے پاس پانی کا بہترین خزانہ ہے اگر اجازت دے دو تو ہم لوگ بھی اپنا جھونپڑا یہیں پر لگائیں اور ہم لوگ بھی یہیں رہ جائیں۔

حضرت ہاجرہ نے فرمایا کہ بہت اچھا ہوگا اگر تم لوگ رہ جاؤ ہم صرف ماں بیٹے ہیں، بڑا اداس ماحول رہتا ہے تمہارا پورا خاندان ہے عورتیں ہیں، بچے ہیں تم لوگ رہو گے تو ہمارے لئے بھی دل بستگی کا سامان فراہم ہو جائے گا مگر شرط یہ ہے کہ تم پانی تو استعمال کرنا مگر اس پہ اپنا حق مت جتانا یعنی یہ مت کہنا کہ کنوئیں میں میرا بھی حصہ ہے۔ (۱)

کنواں میرا رہے گا میری طرف سے سب کو پانی پینے کی اجازت رہے گی ان لوگوں نے کہا شرط منظور ہے............ آج کل کے لوگ ہوتے تو کہتے کہ جا جا جس کی لاٹھی اس کی بھینس، ایک عورت ہو کر اپنا حکم جتاتی ہے چلو اب تم کو پانی بھی نہیں پینے دیں گے مگر وہ زمانہ تھا امن و انصاف کا اور جگہ بھی تھی امن وامان کی اور گھر بھی تھا خدا کا، وہاں پر کسی ظالم کو بھی ظلم کی ہمت نہ ہوتی .... اس لئے وہ لوگ بھی آکر وہاں آباد ہوگئے۔ حضرت ہاجرہ کا کچھ دنوں بعد انتقال ہو گیا حضرت اسماعیل علیہ السلام بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتے تھے............ میرے آقا صلی اللہ علیہ

(۱) بخاری جلد اول ص ۴۷۵

وسلم فرماتے ہیں کہ جتنے لوگ وہاں آباد تھے سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ صحت مند اگر کوئی نظر آتا تھا تو وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بنو جرہم کے لوگوں نے اپنی ایک لڑکی کی شادی کر دی .... کچھ دنوں بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ چلو ذرا بیٹے کی خبر گیری کر لیں .... تشریف لائے تو دیکھا کہ اسماعیل علیہ السلام کے گھر میں ایک عورت ہے اور وہ خود گھر میں موجود نہیں ہیں فرمایا کہاں ہیں اسماعیل؟ عورت نے جواب دیا کہ وہ گھر میں نہیں ہیں کام سے باہر گئے ہوئے ہیں شکار وغیرہ کرنے گئے ہیں کہا، اچھا ٹھیک ہے تم لوگوں کی زندگی کیسی گذر رہی ہے؟ کھاتے پیتے کیا ہو؟ عورت نے کہا بڑی خراب زندگی ہے بہت پریشان کن حالات ہیں اور شکار کا گوشت کھا کھا کر طبیعت بگڑ گئی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اچھا ٹھیک ہے اسماعیل آجائیں تو ان سے سلام کہہ دینا اور کہہ دینا کہ دروازے کی چوکھٹ بدل دیں ابراہیم علیہ السلام یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس گھر آئے تو سارا گھر خوشبو سے معطر تھا آپ گردن اٹھا کر مڑ مڑ کر خوشبو کا لطف لیتے رہے، فرمایا اے بیوی میری غیر موجودگی میں کون آیا تھا؟ کہا ایک لمبے سے بوڑھے آدمی آئے تھے کہا کہ انہوں نے کچھ کہا بھی؟ عورت نے کہا ہاں! .... پوچھ رہے تھے کہ زندگی کیسی گذر رہی ہے؟ کھانے پینے کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا کہ بڑا خراب حال ہے، بڑی خراب زندگی ہے کھانے پینے کو شکار کے گوشت کے سوا کچھ نہیں ملتا تو انہوں نے پھر کیا کہا؟ کہا کہ آپ کو سلام کہہ کر چلے گئے اور یہ کہہ گئے ہیں کہ دروازے کی چوکھٹ بدل دیں، حضرت اسماعیل نے

کہا "اِلْحَقِیْ بِاَھْلِکِ"(۱) جا اپنے باپ کے گھر رہ میں نے تجھے طلاق دیا مجھے یہ حکم ملا ہے کہ تجھے اپنے گھر نہ رہنے دوں۔ بنو جرہم کے لوگوں نے ایک دوسری لڑکی سے شادی کرادی، ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوبارہ خیال آیا کہ چلیں بیٹے کی خبر گیری کریں ابراہیم علیہ السلام چلے جب پہونچے تو دیکھا کہ یہاں اسماعیل کے گھر ایک نئی عورت ہے اسماعیل نہیں ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پوچھتے ہیں تو کون ہے ؟ تو اس عورت نے جواب دیا اسماعیل کی بیوی، اسماعیل کہاں ہیں ؟ عورت نے جواب دیا شکار کے لئے گئے ہیں فرمایا تم لوگوں کی زندگی کیسی گذر رہی ہے ؟ تو کہا بڑی شاندار زندگی قابل رشک زندگی، قسمت والوں کو کبھی ایسی زندگی ملتی ہے ، فرمایا کیا کھاتے ہو ؟ کہا ارے یہ کیا پوچھتے ہیں کیا کھاتے ہو ؟ لوگ ترستے ہیں اور ہم لوگ روز شکار کا گوشت کھاتے ہیں فرمایا اللہ تعالی تم لوگوں کی زندگی میں خوب برکت دے میرے آقا ارشاد فرماتے ہیں اے مکہ والو ! سن لو مکے میں کچھ پیدا نہیں ہوتا مگر مکے میں کونسی روزی ہے جو نہیں ملتی، اس کے بعد فرمایا "ھٰذَا دُعَاءُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ" یہ تمہارے باپ ابراہیم کے دعا کی برکت ہے جانتے ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کیوں کی ؟ صرف اس لئے کہ اسماعیل کی بیوی نے کھانے پینے کی تعریف کردی، تو خوش ہو کر انہوں نے دعا کر دی ایسی دعا کی کہ اب قیامت تک مکہ والوں کے لئے روزی تنگ نہیں ہو سکتی اب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی کی فیروز بختی اور اطاعت شعاری کا جذبہ دیکھئے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی آگے بڑھیں پانی پیش کیا اور گوشت کا ٹکڑا لا کر دیا اور نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حضور ! کیا

(۱) بخاری جلد اول ص ۴۷۷

بتاؤں گھر میں اتنا ہی ہے مگر آپ اس کو کھالیں تو طبیعت خوش ہو جائے گی، تب آپ نے تناول فرمایا پھر فرمایا میں واپس جا رہا ہوں جب اسماعیل آئیں تو انہیں سلام کہدینا اور کہدینا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کی حفاظت کریں وہ اتنا کہہ کر چلے گئے مگر جب اسماعیل علیہ السلام واپس لوٹے تو پورا گھر خوشبو سے معطر تھا آپ خوشبو سے لطف اندوز ہونے لگے فرمایا اے میری بیوی کون بزرگ میری عدم موجودگی میں آئے تھے کہ ہمارا گھر خوشبو سے معطر ہے ؟ فرماتی ہیں ایک بوڑھے قدآور بڑے ہی حسین و جمیل بزرگ آئے تھے فرمایا تو کیا ہوا ؟ کہتی ہیں وہ آپ کے متعلق پوچھ رہے تھے میں نے کہا کہ وہ شکار کرنے گئے ہیں انہوں نے پوچھا کیسی زندگی گذر رہی ہے ؟ میں نے ایسے ایسے بتایا تو انہوں نے دعا دی اور میں نے کھانے کے لئے ایک گوشت کا ٹکڑا دیا انہوں نے تناول فرمایا اور یہ کہہ کر گئے ہیں کہ اسماعیل کو سلام کہنا اور میری طرف سے یہ وصیت کر دینا کہ چوکھٹ کی حفاظت کریں، حضرت اسماعیل فرماتے ہیں تم جانتی ہو وہ کون تھے ؟ تو انہوں نے کہا کہ میں تو نہیں جانتی ہوں فرمایا وہ میرے والد بزرگوار ابراہیم تھے وہ مجھے حکم دے کر گئے ہیں کہ تو نیک اور اچھی عورت ہے کہ میں تجھے گھر سے نکلنے نہ دوں اور میں تیری حفاظت کروں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک لمبے دورے کے بعد دوبارہ آئے ....

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسماعیل زمزم کے کنوئیں کے پاس بیٹھے اپنے تیر کی نوک ٹھیک کر رہے تھے اتنے میں ابراہیم علیہ السلام پہونچے باپ اور بیٹے دونوں گلے مل گئے فرمایا کہ اے میرے فرزند ارجمند! اللہ تعالی نے مجھے کچھ کرنے کا حکم دیا ہے عرض کی اے والد بزرگوار ! اللہ کا حکم ضرور پورا کیجئے تو فرمایا بیٹا ! میرے اس کام میں مدد کرو، فرمایا میں

ضرور مدد کرونگا تو فرماتے ہیں کہ کعبہ کی دیواریں گر گئیں ہیں۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کی جوڑائی کرو اس میں تم کو میری مدد کرنی ہے اب میرے آقا ارشاد فرماتے ہیں اسماعیل پتھر کی اینٹ کاٹ کاٹ کر لاتے اور حضرت ابراہیم اس کی جوڑائی کرتے باپ بیٹا دونوں کعبہ بناتے چلے جارہے ہیں ایک اینٹیں لے کر آرہا ہے دوسرا جوڑائی کر رہا ہے دیواریں اتنی اونچی ہو گئیں کہ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے جوڑائی کرنا مشکل ہو گیا، تو اسماعیل علیہ السلام ایک ٹکڑا پتھر کالائے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو پیر کے نیچے رکھ لیا اب جوڑائی کرتے جارہے ہیں جیسے جیسے دیوار اونچی ہوتی جارہی ہے ویسے ویسے پتھر بھی اونچا ہوتا جارہا ہے اور پتھر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نشان قدم اپنے سینے میں لے لیا، اس پتھر پر حضرت ابراہیم کے قدم کے نشان پڑ گئے (۱) سبحان اللہ اب اس کی شان کیا ہے؟ کعبہ تو مکمل ہو گیا دونوں دعا کرتے ہیں "رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ" (۲) اے اللہ کعبہ کی تعمیر ہم کر رہے ہیں تو قبول فرمالے تو بہت سننے والا اور خوب جاننے والا ہے دعا کر رہے ہیں" رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ" (۳) اے اللہ! کعبہ تو ہم بنالئے ہیں کعبہ کو آباد رکھنے والا ایک برگزیدہ رسول یہاں بھیج دے۔ میرے آقا کے لئے اس وقت دعا ہو رہی ہے کہ اے اللہ ایک عظیم الشان رسول بھیج دے جو تیری کتاب کی تلاوت کرے لوگوں کے دلوں کو نور ایمان سے آراستہ کرے اور دین سکھائے پھر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اب جانتے ہو کہ وہ پتھر کیا ہے؟ وہ پتھر مقام ابراہیم ہے مقام ابراہیم کے بارے میں قرآن فرماتا ہے " فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ" کعبے کے سامنے اللہ کی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں یعنی مقام ابراہیم،

(۱) بخاری جلد اول کتاب الانبیاء ص ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵ (۲) پارہ ۱، رکوع ۱۵، سورہ بقرہ (۳) پارہ ۱، رکوع ۱۵ سورہ بقرہ

ایک مقام ابراہیم کے لئے" اٰيَةٌ بَيِّنَةٌ" نہیں بلکہ آیات بینات فرمارہا ہے، ایک مقام ابراہیم ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے دلیل نہیں بلکہ کھلی ہوئی دلیلیں فرمارہا ہے۔ کیا مطلب؟ ایک مقام ابراہیم اپنے اندر نہ معلوم کتنی دلیلوں کو سمیٹے ہوئے ہے اب دیکھو کہ یہ پتھر اسماعیل علیہ السلام کے قدم سے پامال ہوا ہے ابراہیم علیہ السلام جس پر کھڑے ہوئے تو کتنی عزت سے اللہ رب العزت قرآن میں فرماتا ہے "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى" (۱) اے کعبہ کے طواف کرنے والو! اگر تمہیں اپنا طواف قبول کرانا ہے تو مقام ابراہیم کو اپنی نماز کا قبلہ بنالو، کعبے کا تم نے طواف کیا تو کعبہ بنانے والے ابراہیم کے نشان قدم کو قبلہ کیوں نہیں بنایا؟ پہلے تم اسے قبلہ بنالو تمہارا کیا ہوا طواف قبول ہوگا، اب ذرا دیکھو کہ اللہ نے کس طرح محبوبوں کی نشانیوں کی عزت کروائی کتنی تعظیم کرائی کتنے ہزار سال گذر گئے، چار ہزار سے زیادہ زمانہ بیت گیا، دنیا کہاں سے کہاں گئی؟ کتنے بادشاہوں کے قلعے زیر زمین ہو گئے، مگر مقام ابراہیم آج بھی ویسے ہی محفوظ ہے کیوں؟ اس لئے کہ میرے پروردگار نے اسے محفوظ کر رکھا ہے لہٰذا جب تک کعبہ رہے گا کعبہ بنانے والے ابراہیم کا نشان قدم بھی رہے گا۔

ایک سوال کا جواب دیتے جائیں کہ کیا اللہ کے گھر میں نعمت الٰہی نہیں؟ کعبہ میں کون سی نعمت نہیں؟ کیا آخرت کی نعمت نہیں کہ دنیا کی نعمت نہیں؟ جلدی کی نعمت نہیں کہ دیر کی نعمت نہیں؟ ارے خدا دے رہا ہے جو مانگو گے پاؤ گے۔ ہے کہ نہیں؟ اب مجھے بتاؤ کہ اللہ کی بارگاہ میں غیر اللہ کی کیا ضرورت تھی؟ ایک طرف اسی کعبے کے سامنے بیت اللہ کے سامنے ایک نشان قدم ابراہیم موجود تو دوسری طرف اسمٰعیل کا بیئر زمزم

(۱) پارہ ۱، رکوع ۱۵، سورہ بقرہ

موجود، اسی بیت اللہ کے سامنے نشان قدم ہاجرہ موجود، صفا و مروہ
موجود،بیت اللہ کے سامنے غیر اللہ کی ضرورت کیا ہے جو اللہ نے ان غیر اللہ
کی نشانیوں کو سجا کے رکھا ہے؟ اپنے گھر کے دروازے پر ان نشانیوں کی کیا
ضرورت ہے؟ تو سنو! میرا پروردگار یہ بتادینا چاہتا ہے کہ تم اللہ کے در کی
چوکھٹ نہیں پاسکتے جب تک کہ میرے محبوبوں کے نشان ہائے قدم نہ پالو،
جس کو یہاں کی برکت نہیں ملی ہے وہ ان محبوبوں کے نشان ہائے قدم کے
صدقے اتارے، تو کیا اس سے سمجھ میں نہ آیا کہ محبوبوں کی یادگاریں قائم کرنا
ان کی تعظیم کرنا ان سے ضرورتیں پوری کرنا یہ سب اللہ کو منظور ہے یہی
مطلوب بھی ہے اسی کو میں کہہ رہا تھا کہ "وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ
تَقْوَى الْقُلُوْبِ"(۱) اسی طرح آپ دیکھتے چلے جائیں تو بزرگوں کی یادگاروں
کے لئے کتنی حدیثیں ملیں گی قرآن میں دلیلیں ملیں گی مجھے بتاؤ کیا قرآن میں
نہیں ہے کہ جب حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے
فراق میں روتے روتے آنکھیں کھو بیٹھے جب یوسف علیہ السلام کے بھائی
یوسف علیہ السلام کی بارگاہ میں مدد لینے کے لئے پہونچے قحط سالی اور خشک
سالی کی وجہ سے پریشان ہو کر دوسری مرتبہ یوسف علیہ السلام کی بارگاہ میں
گئے تو بھائیوں نے انہیں پہچان لیا اور خوف سے کانپنے لگے کہ اف جس کو ہم
نے کنوئیں میں ڈبو دیا تھا وہ بادشاہ وقت بن گیا کہیں ہماری گردن نہ اڑادے
مگر یوسف علیہ السلام نے فرمایا "لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ"(۲) تم
پر کوئی آفت نہ ہوگی اللہ تم سب کو معاف فرمائے پھر فرمایا میرے والد
بزرگوار کیسے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ آپ کی جدائی میں رو رو کر آنکھوں
سے معذور ہو گئے ہیں "وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ"(۳) فرماتے

(۱) پارہ ۱۷ رکوع ۱۱ سورۂ حج (۲) پارہ ۱۳ رکوع ۴ سورہ یوسف
(۳) پارہ ۱۳ رکوع ۴ سورہ یوسف

ہیں یوسف علیہ السلام "اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ
بَصِيْرًا"(۱) میرا یہ کرتا لے کر جاؤ "کرتا" نبی تو نہیں تھا مگر نبی کا کرتا ضرور
تھا وہ کرتا کوئی ایسی چیز تو نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے عرش الٰہی پر خاص طور
سے اس کی تربیت فرمائی ہو.............. وہ کرتا حضرت یوسف علیہ السلام
کے جسم اطہر پر کبھی آیا تھا.............. انہوں نے فرمایا میرا یہ کرتا لے کر
جاؤ اور والد بزرگوار کے چہرے پر رکھدو تو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی
اور آنکھ کی معذوری ختم ہو جائے گی.............. تو اب قرآن عظیم فرماتا ہے
ادھر وہ کرتا لے کر چلے ادھر سیدنا یعقوب علیہ السلام اپنے چند بیٹوں سے
فرماتے ہیں "اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ"(۲) کہ مجھے مصر کی
طرف سے یوسف کی خوشبو آرہی ہے تم لوگ مجھ پر سٹھیانے کا الزام مت
رکھنا کہ بس یوں ہی جوش وجنون میں بک رہا ہوں یہ مت سمجھنا میں بالکل
صحیح بات کہہ رہا ہوں تھوڑی دیر بعد وہ کرتا والا آیا قرآن فرماتا ہے "فَلَمَّا اَنْ جَآءَ
الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا"(۳) تو جب خوشخبری سنانے والا
یعقوب علیہ السلام کے پاس پہونچ گیا اور کرتا جھولے سے نکالا اور حضرت
یعقوب کے چہرے پر رکھا۔ "فَارْتَدَّ بَصِيْرًا" تو ان کی آنکھیں چمک
اٹھیں۔ اب مجھے بتایئے کہ اللہ نے یہ واقعہ قرآن میں ذکر فرمایا تو ضرورت
کیا تھی اس واقعہ کو قرآن میں ذکر کرنے کی؟ ہم بریلویوں کو یہ دلیل دینی تھی
اور یہ بتانا تھا کہ اللہ کے محبوبوں سے کپڑے کو بھی نسبت ہو جاتی ہے تو وہ
کیمیائے سعادت بن جاتا ہے۔

اب دوسرا نکتہ سنو! کہ ایک نبی کے کرتے سے آنکھیں جگمگا اٹھیں

(۱) پارہ ۱۳ رکوع ۴ سورہ یوسف
(۲) پارہ ۱۳ رکوع ۵ سورۂ یوسف
(۳) پارہ ۱۳ رکوع ۵ سورۂ یوسف

آنکھ کی گئی ہوئی روشنی واپس آگئی۔ کہاں ہیں انبیاء سے برابری کا دعوی کرنے والے اپنا اپنا کرتا لے کر آئیں اور جن کی روشنی ختم ہوگئی ہے ان کی آنکھوں پر ڈال کر ان کی روشنی واپس کریں۔ مجھے یہ بیان کرنا ہے کہ جب ایک نبی کا کرتا اپنی نسبت کی بنیاد پر دوسرے نبی کو فیض پہونچاسکتا ہے تو کیا امتی کو فیض نہیں پہونچائے گا؟ یوسف علیہ السلام بھی اللہ کے نبی اور یعقوب علیہ السلام بھی اللہ کے نبی ایک نبی کا کام ایک نبی کے کُرتے سے بن رہا ہے تو بولو کہ امتی کا کام نبی سے کیوں نہ بنے گا؟ نبی کو ایک نبی سے جب ضرورت ہے تو کتنا بد نصیب ہوگا وہ امتی جس کو نبی سے ضرورت نہ رہے .... غور کیجئے کہ اللہ تعالی نے ہم بریلویوں کو کتنی مضبوط دلیل عطا فرمائی........ اب آؤ اور سنو! قرآن شریف پارہ ۲ سورۂ بقرہ کا آخری رکوع پڑھئے اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کے بہت دنوں بعد ایک نبی بنی اسرائیل میں آئے حضرت شمویل علیہ السلام انہوں نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ تم لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرو ان لوگوں نے کہا کہ جہاد کرنے سے پہلے ہم لوگوں پر ایک بادشاہ مقرر کردیجئے انہوں نے فرمایا "اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکاً" (۱) اللہ تعالی نے تمہارے اوپر طالوت کو بادشاہ بنادیا چونکہ بنی اسرائیل ہمیشہ تیڑھے رہے اس لئے کہنے لگے طالوت تو ایک غریب آدمی ہے آپ نے اسے بادشاہ بنادیا ہم مالداروں کو کیوں نہیں بنایا؟........ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے علم و عقل اور جسمانی وجاہت کے اعتبار سے اسے تم سب سے بہتر بنایا طالوت تم میں سب سے بڑا عالم سب سے بڑا مدبر، سب سے زیادہ جسمانی وجاہت اور خوبصورتی رکھتا ہے، ایک بادشاہ اگر بالکل پھوچ قسم کا

(۱) پارہ ۲ رکوع ۱۶ سورۂ بقرہ

ہو تو کیا رعب قائم ہوگا یہ تو حضرت شمویل نے فرمایا کہ وہ کم گو، وجیہ، خوبصورت، علم و تدبر، ہر اعتبار سے تم لوگوں میں یکتا ہیں اس لئے یہ بادشاہ ہیں اللہ تعالی نے انہیں بادشاہ بنایا ہے وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو دلیل دیجئے کیوں؟ کتنے تیڑھے تھے بنی اسرائیل کہ ایک نبی فرمارہے ہیں کہ اللہ نے انہیں بادشاہ بنایا ہے مگر ان کو نبی کا کہنا دلیل سمجھ میں نہیں آتا، الگ سے دلیل چاہئے تو فرماتے ہیں حضرت شمویل علیہ السلام "اِنَّ اٰیَۃَ مُلْکِہٖ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ التَّابُوْتُ فِیْہِ سَکِیْنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ بَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ ھٰرُوْنَ تَحْمِلُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ" (۱) سن لو ان کے بادشاہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ تمہارے مجمع کے بیچ میں تم لوگوں کے بیچ وبیچ ایک لکڑی کا صندوق لاکر رکھدیا جائے گا ایک صندوق آگیا اوپر سے اس صندوق کے اندر اللہ کی رحمتوں کا خزانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات ہونگے اور اس صندوق کو فرشتے سر پر اٹھا کر لائیں گے۔ (تحملہ الملائکۃ)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما جو رسول پاک کے چچا زاد بھائی اور آپ کے صحابی ہیں رسول پاک نے ان کو سینے سے لگا کر یہ دعا دی "اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ وَتَاوِیْلَ الْقُرْاٰنِ" (۲) اے اللہ انہیں قرآن اور اس کا بھید سکھادے قرآن کے اتنے بڑے عالم قرآن کے اتنے بڑے جانکار صحابہ کے بیچ میں حضرت عبداللہ ابن عباس راس المفسرین کہلاتے ہیں یعنی سارے قرآن کا علم رکھنے والوں کے سردار وہ فرماتے ہیں کہ تابوت سکینہ آیا تو اس کے اندر رحمتوں کا خزانہ آگیا اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے تبرکات بھی اس

(۱) پارہ ۲ رکوع ۱۵ سورۂ بقرہ

(۲) بخاری جلد اول باب مناقب ابن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ص ۵۳۱

میں موجود تھے اس کے اندر موسیٰ علیہ السلام کے نعلین تھے حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ شریف تھا توریت یعنی کلام اللہ کی تختی اب میں سوچ رہا ہوں یا اللہ تیرا کلام اور نبی کے نعلین کیسے رکھے گئے ہونگے سوچا تو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ اس طرح رکھا گیا ہوگا کہ پہلے حضرت موسیٰ کے نعلین رکھے گئے ہوں گے اس کے اوپر ہارون علیہ السلام کا عمامہ اس کے اوپر کلام اللہ کی تختی اس طرح رکھا گیا ہوگا تو ادب ہوگا مگر سنو فرشتے اس کو سر پر لا کر رکھ رہے ہیں تو توریت ان کے سر پر ہے، نعلین ان کے سر پر ہے ہارون علیہ السلام کا عمامہ ان کے سر پر ہے اور اللہ فرمارہا ہے کہ یہ تابوت رحمتوں کا خزانہ ہے۔

حضرت شمویل علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر جھرمٹ لگائے ہوئے بہت سے آدمیوں کی تعداد میں بیٹھے ہوئے ہیں اتنے میں فرشتے تابوت لے کر آئے کھولا گیا تو تبرکات نکل آئے سب کو یقین ہو گیا کہ طالوت ہمارے بادشاہ ہیں، فرماتے ہیں حضرت شمویل علیہ السلام کہ اے طالوت! جالوت نے بڑی سرکشی کی سب سے پہلے جہاد کرنے جاؤ فوج تیار کرو جالوت پر حملہ کرو، حضرت شمویل نے فرمایا میں بھی چلونگا ہمارے ساتھ یہ تابوت بھی چلے گا حضرت شمویل کے حکم سے حضرت طالوت نے فوج تیار کی بہت سے فوجی چل پڑے تو پھر انہوں نے فرمایا کہ راستے میں ایک نہر پڑے گی اللہ تعالیٰ اس نہر کے ذریعہ تم کو آزمائے گا، لو چل رہی ہوگی تم لوگوں کو پیاس لگی ہوگی نہر دیکھ کر کہیں تم لوگ بہت پانی نہ پینا جو پئے گا وہ باغی رہے گا "اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهٖ" (۱) مگر وہ آدمی جو ایک لپ پی لے تو اتنی اجازت ہے، اتنا پانی پی سکتے ہو اس سے زیادہ جائز نہیں...... اس

(۱) پارہ ۲ رکوع ۱۶

زمانے میں بھی کچھ لوگ ایسا عقیدہ رکھتے تھے کہ نبی کو دیوار کے پیچھے کی کیا خبر ان لوگوں نے کہا چلو یار نبی نے کہا ہے ہم لوگ پی لیں گے کوئی ایک بالٹی پی گیا کوئی آدھی بالٹی جس نے بھی ایک چلو سے زیادہ پیا دہ وہیں لیٹ گیا۔ میدان جہاد کی طرف چلنے کو کہا گیا تو بولے کہ اب تو چلنے کی سکت ہی نہیں ہے مگر ان میں کچھ وہ بھی تھے جو خوف خدا اور ایمان کامل رکھتے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ نبی ہمیں دیکھ رہے ہیں ان کا حکم ہے کہ ایک لپ سے زیادہ نہ پئیں تو اس سے زیادہ نہیں پئیں گے تو وہ فرماتے ہیں کہ اتنے ہی سے ان کی پیاس ختم ہو گئی اور بدن میں ایسی چستی آگئی کہ وہ لوگ نہر کے پار نکل گئے اور یہ لوگ نہر کے اس پار ہی لیٹے ہوگئے۔

بخاری شریف میں یہ حدیث ہے حضرت براء ابن عازب فرماتے ہیں کہ "كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَصْحَابَ بَدْرٍ ثَلٰثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ بِعِدَّةِ اَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهْرَ" (۱) کہتے ہیں کہ نہر کے اس پار طالوت کے ساتھ تین سو تیرہ آدمی گئے، یعنی اصحاب بدر کی تعداد کے برابر، فرماتے ہیں کہ جب دونوں طرف کی فوج آمنے سامنے ہوئی تو دیکھا گیا کہ طالوت کے ساتھ تین سو تیرہ سپاہیوں کے پاس ہتھیار تک نہیں، اور ادھر جالوت ہزاروں کی فوج میں تیر و تلوار کے ساتھ ہے خود جالوت تاڑ کی طرح لمبا لوہے میں ڈوبا ہوا ہے، زمین پر چلتا تو زمین دل دلکتی، اس کے سامنے ایک دبلا پتلا سپاہی پہونچا اور کہا جالوت اللہ کے باغی خدا سے ڈر، جالوت نے قہقہ لگا کر کہا جاؤ جاؤ تیرے جیسوں کو میں پاؤں سے مسل دوں تو کباب بن جائے تو مجھ سے کیا ٹکر لے گا تو انہوں نے کہا اتنا غرور؟

(۱) بخاری جلد ثانی ص ۵۶۴

آئیں حملہ کرتا ہوں "چ" دبلے پتلے سپاہی نے ایک پتھر زمین سے اٹھایا اور اپنی رسی لے کر اس کے اندر گرہ لگا کر پھنسا دیا۔ اور نشانہ لگا کر ٹھیک پیشانی پر مارا جب مارا تو پتھر پیشانی میں گھس گیا اور بھیجا پھاڑ کر گدی کی طرف سے نکل گیا۔ قرآن فرماتا ہے "وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ" وہ دبلا پتلا سپاہی جانتے ہیں کون تھا؟ وہ حضرت داؤد علیہ السلام تھے جب آپ نے مارا تو جالوت درخت کی طرح زمین پر آکر فی النار ہو گیا پھر اللہ کے حکم سے ان چند سپاہیوں نے جالوت کی پوری فوج کو تباہ و برباد کر دیا حضرت طالوت نے جب یہ دیکھا کہ دشمن کی فوج ہزاروں ہزار کی تعداد میں ہے تو گھبرا گئے کہ کیسے مقابلہ ہوگا؟ حضرت شمویل علیہ السلام سے کہتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی اتنی بڑی فوج سے میرے بھوکے پیاسے سپاہی کیسے مقابلہ کریں گے؟ فرماتے ہیں کہ اے طالوت! گھبراؤ نہیں مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ اور یہ اعلان کر دو کہ جو کوئی جالوت کو مارے گا اس کو آدھی حکومت ملے گی اور سن لو تم حملہ کرو اور یہ تابوت سکینہ مصیبت کے وقت کام آئے گا یہی سامان ہے اس کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہوں اس کے بعد حضرت شمویل علیہ السلام نے حملہ کرا یا، اور تابوت کو بھی آگے بڑھا دیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے اللہ اس تابوت میں جو تبرکات ہیں ان کے صدقے میں تو حق کا پرچم بلند فرما دے ادھر دعا ہو رہی ہے ادھر داؤد علیہ السلام کا پتھر جالوت کی پیشانی سے ٹکرا لیا جالوت زمین پر ڈھیر ہو گیا، اور حق کی فتح ہو گئی بولو سمجھ میں آگیا کہ تبرکات میں برکتیں کتنی ہوتی ہیں؟ اور اس کو قرآن نے فرمایا "سَکِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ" یہ تو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے تبرکات کا حال تھا اس زمانے میں یہ تبرکات ہم کہاں پائیں۔ مگر سنو نبی کے تبرکات نہ سہی نبی کے چاہنے

والوں کے تبرکات بھی اگر مل جائیں تو ان سے بھی بگڑا کام بن سکتا ہے۔

یاد کرو وہ زمانہ جب کہ محمود غزنوی سومنات مندر فتح کرنے آئے تھے چار مہینے تک محاصرہ کیا مگر کوئی کامیابی نہیں ملی، سارے کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا، لشکر کے افسروں نے عرض کی کہ اے بادشاہ سلامت اب واپس چلئے آئندہ پوری تیاری کر کے آئیں گے فرمایا کہ اگر تم لوگ تیاری کرو گے تو کیا یہ لوگ نہیں تیاری کریں گے؟ جتنی تم لوگ تیاری کر کے آؤ گے اس سے زیادہ یہ لوگ تیاری کریں گے تو افسروں نے کہا سرکار ہم کیا کریں کھانے پینے کا سامان نہیں ہے جب پیٹ بھوکا ہے گا تو کام کیسے چلیگا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ٹھیک کہتے ہو مگر ایک دن اور انتظار کر لو کہا ایک دن نہیں آپ کے حکم کے مطابق ہم لوگ دو چار دن تک انتظار کریں گے مگر واپس چلنا پڑے گا، کہا کوئی حرج نہیں۔ پھر اپنے تمام کمانڈروں اور سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ فوجیں تیار کی جائیں کل قلع پر حملہ کیا جائے گا اور جب میں اشارہ کروں تو حملہ کیا جائے دوسرے دن فوج تیار کی گئی محمود نے مصلی زمین پر بچھا دیا سامنے اپنے پیر روشن ضمیر حضرت سیدنا شیخ ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمہ کا کرتا رکھ دیا اور ادھر اشارہ کر دیا کہ فوج چڑھائی کرے اور خود سجدے میں گر پڑے اے پروردگار عالم، اے رب العالمین آج ہمارے پاس تابوت سکینہ نہیں ہے اے اللہ، آج ہمارے پاس وہ تابوت سکینہ نہیں ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام کا نعلین مبارک اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ تھا مگر اے پروردگار آج میرے پاس تیرے ایک محبوب بندے کا ایک کرتا ہے اے اللہ تو ہمارے گناہوں کو نہ دیکھ ہم پاپی ہماری فوج پاپی ہم حق کی فتح کی بھیک مانگتے ہیں۔

اے میرے پروردگار میرے شیخ کے کرتے کے صدقے میں پرچم

حق بلند فرما، ادھر دعا ابھی پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ ادھر قلعہ کا پھاٹک ٹوٹ گیا، اور مسلمانوں کی فتح ہو گئی۔ چونکہ ہر زمانے میں انبیاء کرام کے تبرکات سے دعاء مانگی جاتی تھی تو ہم تو انبیاء کرام کے غلام ہیں۔

" عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ "، تو ان کے تبرکات ان کی برکتیں ان کے جلوے ہی تو لے کر مانگتے ہیں اس لئے سن لو برکتیں ملیں گی......... اس طرح کے واقعات قرآن میں اور ہیں مگر میں ان کو ابھی موقوف کرتا ہوں اور میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے آقا نے اس طرح کے حالات وواقعات سے ہمیں کس طرح روشن راہیں دکھائیں، اور صحابۂ کرام کا یہ معمول بھی تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات سے فیض اٹھاتے، بخاری شریف میں کیا آپ نے یہ حدیث نہیں پڑھی ہے؟ حضرت اسماء بنت ابی بکر کے پاس سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک کرتا تھا جب کوئی آدمی بیمار پڑتا تو انکے گھر آتا اور اس مبارک پیراہن کو دھو کر پی لیتا۔ اور اسے اسی وقت شفا مل جاتی۔ (۱)

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھا لیجائے تھوڑی خاک ان کے آستانے سے

حضرت ام عمارۃ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک تھے، ایک شیشی میں رکھتی تھیں جب کوئی بیمار ان کے پاس آتا تو تھوڑا پانی اس میں ڈال دیتیں اور آہستگی کے ساتھ پانی

(۱) مسلم جلد دوم ص ۹۰ نیز بخاری شریف۔ مسلم شریف اور مشکوۃ کتاب اللباس میں حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ کے بارے میں بھی اسی قسم کی متعدد روایتیں موجود ہیں۔ مرتب

نکال لیتی تھیں، تاکہ موئے مبارک شریف اندر ہی رہ جائے اور وہ پانی مریض کو پلا دیتی تھیں، اب وہ چاہے بخار کا مریض ہو کہ پیٹ کا مریض ہو، ہڈی کے درد کا مریض ہو چاہئے کان کا مریض اس مریض کو موئے مبارک کا فیضان پہونچتا اور وہ شفایاب ہو جاتا۔ حدیث کے الفاظ ہیں " کَانَتْ لِاُمِّ عِمَارَةَ شَعَرَاتٌ مِّنْ شُعُوْرِہٖ ﷺ کَانَتْ تَغْسِلُهَا وَتُشْرِبُ غُسَالَتَهَا لِلْمَرْضٰی فَيَحْصُلُ لَهُمُ الشِّفَاءُ " (۱)

اب مجھے بتاؤ کہ اسماء بنت ابی بکر یا ام عمارہ رضی اللہ تعالی عنہما کو بدعت کا یہ راستہ کس نے بتایا تھا؟ کیا یہ شرک وبدعت نہیں ہے؟ یہ تعلیم تو خود آقا نے دی تھی، لائیے بخاری شریف کئی جگہ یہ حدیث شریف مذکور ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام جِعرّانہ میں سرکار دوعالم ﷺ کے ہمراہ رُکے ہوئے تھے سرکار کے ساتھ حضرت بلال بھی تھے اچانک ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا " اَلَا تُنْجِزُلِیْ مَاوَعَدْتَنِیْ فَقَالَ لَهٗ اَبْشِرْ " (۲) کیا آپ اپنا وعدہ پورا نہ کریں گے؟ تو حضور نے فرمایا اب میرے پاس مال آئے گا تو دونگا بشارت قبول کر اس نے کہا " قَدْ اَكْثَرْتَ عَلَیَّ مِنْ اَبْشِرْ " (۳) بہت بشارت ہو چکی اب مجھے مال دیجئے۔ بڑا جنگلی قسم کا آدمی تھا، حضور کا چہرہ سرخ ہو گیا، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت بلال موجود تھے ان کی طرف متوجہ ہو کر حضور فرماتے ہیں " رَدَّ الْبُشْرٰی فَاقْبَلَا اَنْتُمَا " (۴) تم دونوں بشارت قبول کر لو یہ نہیں قبول کر رہا ہے تو ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں نے قبول کیا، حضور نے فرمایا جاؤ پانی لے کر آؤ حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ بلال ایک کٹورے میں پانی لائے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کٹورے میں دست مبارک ڈالدیا اور اپنے ہاتھ دھوئے پھر پانی نکالا

(۱) نور العرفان (۲) بخاری جلد ثانی ص ۶۲۰، مسلم جلد ثانی ص ۳۰۳ (۳) ایضا (۴) ایضا

منھ میں ڈالا اور اسی کٹورے کے اندر کلی کر دی.............. پھر پانی لیا آنکھ
اور چہرے میں مل کر اسی کٹورے میں ڈال دیا کٹورے میں میرے آقا صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہاتھ کا دھون، مقدس چہرے کا دھون، دہن مبارک کا دھون،
ہے آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس برتن میں اپنے اعضائے پاک
دھونے کے بعد فرماتے ہیں "اِشْرَبَا مِنْهُ وَاَفْرِغَا عَلٰی وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا" (۱)
کہ اے بلال اور اے ابو موسیٰ اشعری اس پانی کو پی لو اور کچھ چہرے پر اور کچھ سینے
پر مل لو، حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خیمے میں تشریف فرما
تھیں وہیں سے یہ منظر دیکھ رہی تھیں وہیں سے پکار کر کہتی ہیں "فَنَادَتْ
اُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ اَنْ اَفْضِلَا لِاُمِّكُمَا" (۲) دیکھو بلال اور دیکھو ابو موسیٰ
اشعری تبرک اکیلے چٹ مت کر جانا اپنی ماں ام سلمہ کے لئے بھی بچا کر رکھنا۔

دنیا کی عورتیں چاہے کتنے ہی بڑے پیر کی بیوی ہوں مگر یہ عورتیں
اس پیر کو اپنا شوہر ہونے کے ناطے اس کی بزرگی نہیں مانتیں چاہے وہ مولانا کی
بیوی ہو، چاہے مفتی کی ہو، چاہے کوئی ہو، مگر نبی کے ازواج کو تو دیکھو کہتی ہیں
دیکھو تبرک اکیلے مت پی جانا تم لوگ اپنی ماں کے لئے بھی بچا کے رکھنا، آپ
ازواج مطہرات کا اندازہ لگائیے کہ وہ میرے آقا کی کتنی برکتیں دیکھتی تھیں کہ
جس کی وجہ سے آقا کی عقیدت میں یہ کہنے پر مجبور ہو جاتیں کہ میرے آقا کے
چہرۂ مبارک کا پانی ان کے ہاتھوں کا پانی کلی کا پانی انہیں کیوں نہ پلایا گیا؟
ابو موسیٰ اشعری کو کیوں پلایا؟ حضرت بلال کو کیوں پلایا؟ یہ بتانے کے لئے۔

فلک پر نہ بدر اچھا ہے نہ ہلال اچھا ہے
چشم بینا ہو تو دونوں سے بلال اچھا ہے

(۱) بخاری جلد ثانی ص ۶۲۰ (۲) ایضاً

یہی وجہ ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واقعہ آپ بخاری
شریف میں کئی جگہ پڑھیں گے کہ میرے آقا جب وضو کرتے تھے تو صحابہ
آپ کے دھون کے لئے آپس میں ٹوٹ پڑتے تھے اور آپ کے دھون
کو چہرے پر مل لیتے تھے اپنے سینے پر مل لیتے تھے، اور جب حضور کا مبارک
کھنکھار اور ناک مبارک کی رطوبت باہر ہوتی تھی تو صحابہ اس کو اس طرح
ٹوٹ کر حاصل کرتے تھے کہ "کَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰی وُضُوْئِهٖ" (۱) اس کے
لئے قریب تھا کہ آپس میں تلواریں چلادیں اور وہ جس کو مل جاتا وہ اپنے سینے
اور چہرے پر مل لیتا، اور جس کو نہ ملتا اپنے ساتھی ہی کا ہاتھ لے کر مل لیتا کہ
چلو وہ رطوبت تو نہ ملی مگر اس رطوبت سے نسبت رکھنے والا ہاتھ تو مل گیا وہی
چھو لو اور وہی مل لو.............. اب بولئے اگر کوئی وضو کرنے والا وضو
کرے گا تو وضو کا پانی پیچھے گرے گا یا سامنے، میرے آقا کے سامنے یہ لوٹ
کھسوٹ چل رہی ہے ایک مرتبہ بھی میرے آقا نے یہ نہ کہا کہ گندے ہو گئے
گھناؤنے ہو گئے ہو بلکہ میرے آقا اس پر خوش ہوتے، یہ بتانے کے لئے کہ
سنو!.............. دنیا والوں کا یہ تھوک گندگی اور بیماری پھیلاتا ہے مگر میرا
لعاب دہن بیماروں کو شفا عطا فرماتا ہے پھر اٹھائیے بخاری شریف کتاب
المغازی باب الغزوۃ الحدیبیۃ حضرت براء ابن عازب اور جابر بن عبد اللہ رضی
المولیٰ عنہما کی یہ حدیث پڑھیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ
میں تشریف لائے تو اس غزوہ میں تقریباً ۱۴۰۰ ر سو یا ۱۵۰۰ سو لوگ تھے
باختلاف روایت وہ لوگ حضور کے ساتھ وہاں اترے جہاں ایک کنواں تھا
جس کا نام حدیبیہ تھا اس کنوئیں میں پانی بہت کم تھا صحابہ نے تھوڑی ہی دیر

(۱) بخاری جلد اول ص ۳۱

میں سب پانی ختم کر دیا، اور وضو کرنے اور دیگر ضروریات کے لئے ایک قطرہ
بھی پانی نہ رہا اب لوگ پریشان "العطش ، العطش" ہائے پیاس ہائے پیاس
حلقوم کانٹا ہو رہا ہے، اب تو دم نکل جائے گا دوڑے دوڑے صحابہ کرام بارگاہ
رسالت میں حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ کنواں سوکھ گیا اب کچھ نہ بچا، پانی
نہیں ہے پیاس کی شدت سے ہر طرف کہرام مچا ہے لوگوں کے حلق میں کا
نٹے پڑ رہے ہیں حضور نے فرمایا لیکن ابھی تو کچھ پانی ہوگا، تھوڑا سا پانی لے کر
آؤ، صحابہ کرام نے تلاش کیا ایک صحابی کے پاس تھوڑا سا پانی نکلا وہ پانی رسول
پاک کے پاس ایک پیالے میں لایا گیا، میرے آقا نے اپنا دست کرم دھویا
اور پانی لے کر دہن مبارک میں گردش دی پھر اسی میں کلی فرمادی اور فرمایا کہ
لے جاؤ اور کنوئیں میں ڈالدو صحابہ کرام وہ پانی لے کر آئے اور کنوئیں میں
ڈالدیا تھوڑے انتظار کے بعد وہ پانی کنوئیں سے ابلا اور اتنا ابلا کہ کنواں پانی سے
لبالب ہو گیا (۱) میرے آقا بتا رہے ہیں کہ محبوبوں سے نسبت رکھنے والی
چیزوں میں برکت کیسے ابلتی ہے اس کا فیضان کرم بادل کی طرح برستا ہے
ایسی نظیریں اگر میں پیش کروں تو بے شمار نظیریں ملیں گی مگر اتنے ہی سے
آپ لوگوں کا سمجھ لینا کافی ہے۔

اب آیئے سنئے رسول پاک علیہ السلام کے تبرکات بڑی خوش نصیبی
سے ہمیں ملتے ہیں کبھی کبھی موئے مبارک کی زیارت کا موقع مل جاتا ہے
موئے مبارک کی زیارت بڑی خوش قسمتی ہے بخاری شریف کتاب الوضوء
میں حضرت امام محمد ابن سیرین رضی اللہ تعالی عنہما کی یہ حدیث ہے " قُلْتُ
لِعُبَيْدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْنَاهُ مِنْ

(۱) بخاری جلد ثانی کتاب المغازی ص ۵۹۸ و مشکوۃ باب المعجزات ص ۵۳۲

قِبَلِ اَنَسٍ" (۱) حضرت محمد ابن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت
عبیدہ سے کہا کہ میرے پاس رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے چند موئے
مبارک ہیں جو حضرت انس کے ذریعہ مجھے ملے یہ کون کہہ رہے ہیں؟
حضرت امام محمد ابن سیرین جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے مرید اور
خلیفہ ہیں امام محمد ابن سیرین کو نہ معلوم کتنے صحابہ کرام سے ملاقات کا موقع
ملا، اور پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے کہا، کون عبیدہ؟ جو حضور کے
زمانے میں حضور کے وفات سے دو سال قبل ایمان لائے فرماتے ہیں "لَاَنْ
تَكُوْنَ عِنْدِيْ شَعْرَةٌ مِنْهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" (۲) سن لو!
اگر اس موئے مبارک میں سے ایک ٹکڑا بھی مل جائے تو خدا کی قسم ساری دنیا
کی دولتیں اس پر قربان کردوں آخر وہ لوگ بریلی والا مسئلہ کہاں سے لے کر
آگئے اس زمانے میں جو خیر القرون تھا اس زمانے میں لوگ ایسی باتیں کیوں کر
رہے ہیں کہ موئے مبارک مل جائے تو سب قربان کردوں۔ کیوں؟ اس
لئے کہ دنیا کی دولت فانی ہے اور موئے مبارک کی برکت باقی ہے دنیا کی
دولت شاید دنیا میں فائدہ دے ورنہ ممکن ہے عذاب آخرت کا باعث بن
جائے مگر موئے مبارک دنیا کی سعادت کا ضامن اور آخرت کی سعادت کا ضا
من ہے اس لئے وہ اتنی آرزو رکھتے تھے " مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا
مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ" (۳) یہ تو میرے آقا کی باتیں ہیں خدا کی قسم میں نے
بزرگوں کے حالات میں بہت سی ایسی باتیں پائی ہیں ہمارے مشائخ مارہرہ
مطہرہ میں ایک بزرگ سے کسی زمانے میں ایک جملہ نکل گیا اب اس کی
برکتیں دیکھئے! کہ وہ بطور عمل جاری ہو گیا کسی آدمی کو کتے نے کاٹ لیا تھا وہ

(۱) بخاری جلد اول کتاب الوضوء ص ۲۹ (۲) ایضا (۳) پارہ ۱۷ رکوع ۱۱ سورۃ الحج

آدمی ان کے پاس آیا کہ حضور کچھ کر دیجئے انہوں نے مذاق مذاق میں ایک جملہ کہہ دیا (ہندر ناچے ریچھ نچاوے کتے کا کاٹا زہر نہ آوے دہائی اخی جمشید جی کی اب اسی روز سے یہ عمل چلا آرہا ہے کہ جس آدمی کو کتے نے کاٹ لیا۔ تو چاک کی مٹی کے غلولے بنا کر اس جگہ پھیریں اور تین مرتبہ یہ کہدیں ہندر ناچے ریچھ نچاوے کتے کا کاٹا زہر نہ آوے دہائی اخی جمشید جی کی، پھر اس غلولے کو توڑ کر دیکھیں جس رنگ کا کتا کاٹا ہوگا اس رنگ کا بال نکل آئے گا اور مریض ٹھیک ہو جائے گا کتنے مریضوں پر میں نے اس کا تجربہ کیا ہے میں نے کہا سبحان اللہ میرے بزرگوں سے کوئی بات بطور مذاق بھی نکل جائے تو تبرک بن جائے اور اس تبرک کا فیضان کہاں سے کہاں تک جاری ہو گیا۔ مجھے یاد آیا کہ ایک مرتبہ حضرت شرف الدین یحی منیری رحمۃ اللہ علیہ جو بہار شریف میں آرام فرما ہیں وہ کہیں دیہات میں تشریف لے جا رہے تھے رات کا وقت ہو گیا تو انہوں نے ایک دیہاتی سے کہا مجھے اپنے گھر میں تھوڑی سی جگہ دیدو میں رات میں رکونگا تو اس دیہاتی نے کہا واہ میری عورت ۳ر دن سے دردزہ سے پریشان ہے موت اور زیست کی کشمکش میں ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ مر جائے گی اب اس حالت میں آپ کو مہمان بناؤں جب تک میرا کام نہیں ہو جاتا تب تک میں کسی کو مہمان نہیں بناؤنگا............ تو حضرت یحی منیری نے کہا جا تیرا کام بن گیا، سر پہ چھپنی کمر پہ گھڑا نکل پڑی یا نکل پڑا، تو وہ آدمی گھر میں جا کر دیکھتا ہے کہ بچہ پیدا ہوا ہے اب جناب والا انہوں نے اس طرح کہا کہ مذاق معلوم ہوتا ہے مگر اس روز سے آج تک یہ معمول ہو گیا کہ جب کسی عورت کے پیٹ میں دردزہ ہو اور بچے کی پیدائش متعذر ہو جائے تو ایسے موقع پر ایک مٹی کے پیالہ پر لکھدو (سر پہ چھپنی) اور سر پر

رکھدو بچہ کی پیدائش ہو جائے گی اور پھر فوراً اتار دو ورنہ آنتیں بھی باہر ہو جائیں گی یہ کیفیت ہے۔

اب ذرا سوچو! کہ بزرگوں کے تبرکات کی کیا شان ہے؟ جو رسول کا غلام بن جاتا ہے عالم اس کا غلام بن جاتا ہے۔ دنیا اس کی مٹھی میں آجاتی ہے۔

"وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْب" (۱)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن.

☆☆☆☆

(۱) پارہ ۱۷ ر رکوع ۱۱
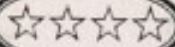
امینِ ملت سجادہ نشین درگاہِ برکاتیہ

مارہرہ مطہرہ شریف

فقیر برکاتی نے ادارہ میں حاضری دی
مطبوعات دیکھیں تعمیری کام جاری ہے
اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے

پروفیسر سید محمد امین برکاتی مارہروی
خادم سجادہ درگاہ برکاتیہ
مارہرہ مطہرہ شریف